Fikr-o-Nasar (Islamabad) 25:2 (1987)

اســلام کا نظام احتساب

ڈاکٹر ساجدالرحمن صدیقی

حَسْب کے معنی گننے اور شمار کرنے کے ھیں ، حَسَب وہ اشیاء ھیں جنھیں شمار کیا گیا ھو۔ اسی سے حَسَب کے معنی اس عظمت و شرف کے ھوئے جو کسی کے باپ دادا میں پائی جاتی ھو یعنی آباء و اجداد کے مفاخر کیونکہ انسان اپنی پچھلی نسلوں کی عظمتوں اور مفاخر کو شمار کرتا ہے۔

,, احتساب ،، کے معنی اجر و ثواب کے لئے کوئی کام کرنے کے ھیں چنانچہ حدیث نبوی میں ہے۔

من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفرله ما تقدم من ذنبه (۱) ۔

(جس نے ایمان اور اجرو وثواب کی نیت کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے اس کے تمام پچھلے گناہ معاف ھو گئے) ۔

لین نے اس کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ ،

,,لفظ احتسب ، مثلاً احتسب اجراً کے معنی ھیں کہ اس نے صله اور اجر کا حساب کیا ، یا اس نے اللہ سے آخرت میں ملنے والی جزا کی امید قائم کی ۔ قرآن کریم میں ہے ,, ویرزقه من حیث لا یحتسب ،، کہ اللہ اسے اس طرح رزق فراھم کرتا ہے کہ اسے اندازہ بھی نہیں ھوتا ، اس نے اس کی توقع بھی نہیں کی ھوتی اور اس کے خیال میں بھی نہیں آیا ھوتا ۔ حدیث میں ہے کہ ,, من صام رمضان ایماناً و احتساباً ،، (یعنی جو شخص اللہ اور رسول پر ایمان کے ساتھ اور اللہ

سے اجروثواب کی امید کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے) اسی طرح آپ کہتے ہیں ,, احتسب بکذا اجرا عند اللہ ،، (یعنی اس نے کسی شئے سے یا کسی عمل پر اللہ سے اجر و ثواب کی امید رکھی) یا اس نے کوئی شئے تیار کی یا مہیا کی تاکہ اس کے ذریعہ سے اسے اللہ کے یہاں سے اجر وثواب حاصل ہو ، اور احتسب عند اللہ خیراً اس نے اللہ کے یہاں اجر و ثواب کے حصول کیلئے اور ذخیرہ آخرت کیلئے تیاری کی یا کوئی اچھا عمل کیا ۔ اور احتسَب الاجر علی اللہ اس نے اللہ کے پاس اپنا اجر و ثواب ذخیرہ کرا دیا ، اور اس دنیا میں اس عمل کی جزا کی امید نہیں رکھی ۔ غرض احتساب الاجر کے معنی ہوئے وہ عمل جو صرف رضائے الٰہی کیلئے کیا جائے) ۔

اصطلاحی مفہوم :

فقہی کتب میں بالعموم ,, حسبہ ،، کا لفظ استعمال ہوا ہے ، جبکہ اس فریضہ کو انجام دینے والے کو ,, محتسب ،، بھی کہا گیا ہے ، اور ,, والی الحسبہ،، کی اصطلاح بھی استعمال ہوئی ہے ۔

الماوردی (۴۵۰ھ) نے احتساب کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے ،

,, هو امر بالمعروف اذا ظهر تركه ونهى عن المنكر اذا ظهر فعله ،، (۲)۔

(کسی اچھائی کا ترک اور کسی برائی کا ارتکاب اگر کھلم کھلا ہو تو اس کا سد باب احتساب ہے) ۔

امام غزالی (۵۰۵ھ) نے یہ تعریف کی ہے ،

,, هی عبارة شاملة للامر بالمعروف والنهی عن المنكر ،،(۳)

(حسبہ دراصل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ایک جامع عنوان ہے ۔)

علامه ابن خلدون فرماتے ھیں ،

,,ھی وظیفة دینیة من باب الامر بالمعروف والنهی عن المنکر،، (۴)

(احتساب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے متعلق خالصتاً دینی منصب ہے۔)

محمد اعلی تھانوی کہتے ھیں که ،

,,فی الشرع هما الامر بالمعروف اذا ظهر ترکه والنهی عن المنکر اذا ظهر فعله ثم الحسبة فی الشریعة عام یتناول کل مشروع یفعل لله کالاذان والاقامة واداء الشهادة الی کثرة تعداده ولهذا قیل القضاء باب من ابواب الحسبة وفی العرف اختص بامور احدها اراقة الخمور وثانیها کسر المعارف وثالثها اصلاح الشوارع ،، (۵)

(از روئے شریعت حسبه اور احتساب کے معنی ھیں که کسی ایسی اچھائی اور نیکی کا حکم دینا جسے لوگوں نے ترک کر دیا هو، اور ایسی برائی سے روکنا جس کے لوگ مرتکب هو رهے هوں، شریعت میں حسبه کا لفظ عام ہے اور هر اس امر مشروع پر مشتمل ہے جو الله کے لئے کیا جائے ۔ جیسے اذان اقامت ، ادائے شہادت اور ان امور کی تعداد بہت زیادہ ہے یہاں تک که کہا گیا ہے که قضاء بھی حسبه هی کا ایک حصه ہے۔ از روئے عرف حسبه بعض امور کے ساتھ خاص هوتا ہے ، مثلاً اولاً شراب کا بہا دینا دوم آلات موسیقی کا توڑ دینا اور تیسرے سڑکوں کی اصلاح کرانا) ۔

آخر میں هم ماضی قریب کے ایک شامی مصنف کی تعریف نقل کرتے ھیں جنھوں نے بہت وضاحت اور ضروری تفصیل کے ساتھ

ادارہ احتساب (حسبہ) کی تعریف مرتب کی ہے ، یہ مصنف شام کی کلیة الشریعة کے سابق سربراہ ، شام کے سابق وزیر اعظم اور مکہ مکرمہ کی ام القری یونیورسٹی کے پروفیسر استاذ محمد المبارک مرحوم تھے ۔ وہ اپنی تالیف الدولة و نظام الحسبة عند ابن تیمیہ میں کہتے ہیں کہ ،

,,ھی رقابة اداریة تقوم بھا الدولة عن طریق مؤظفین خاصین علی نشاط الافراد فی مجال الاخلاق والدین والاقتصاد. ای فی المجال الاجتماعی بوجہ عام تحقیقا للعدل والفضیلة ووقفا للمبادی المقررة فی الشرع الاسلامی والاعراف المالوفة فی کل بیئة و زمن (٦) ۔

(یہ ایک ایسا نگراں ادارہ ہے جس کو حکومت قائم کرتی ہے اور خاص کارندے اس کو چلاتے ھیں ، اس کا مقصد یہ ھوتا ہے کہ اخلاق، مذھب اور معاشیات کے دائرہ میں افراد کی سرگرمیوں کی نگرانی کی جائے ، یعنی ان کی عام اجتماعی سرگرمیوں کی نگہداشت ھو تاکہ انصاف اور اعلی اقدار کو عملاً بروئے کار لایا جا سکے اور اس معاملہ میں اسلامی شریعت اور مختلف زمانوں اور علاقوں میں جو معروف اور پسندیدہ طریقے رائج ھیں ان کی روشنی میں اس اھم کام کو سر انجام دیا جا سکے) ۔

قرآن و سنت سے حسبہ کے تصور کا ثبوت :

قرآن کریم میں ارشاد ہے ،

ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر و یأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون . (آل عمران ۱۰۴) ۔

(اور تم میں ایک جماعت ایسی ھونی چاھیئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے

کاموں سے منع کرے۔ یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں)
نیز ارشاد فرمایا کہ ،

الذين ان مكناهم في الارض اقاموا الصلوة وآتوا الزكوة وامروا بالمعروف ونهوا عن المنكر . (الحج ـ ۴۱)

(یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں دسترس دیں تو نماز پڑھیں اور زکوۃ ادا کریں اور نیک کام کرنے کا حکم کریں اور برے کاموں سے منع کریں)

امام غزالیؒ نے ,, احیاء علوم الدین ،، میں ,, امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ،، کے لازم اور واجب ہونے کے بارے میں متعدد قرآنی آیات نقل کی ہیں اور ثابت کیا ہے کہ یہ فرض کفایہ ہے اور اسلامی معاشرے کی اساس اسی پر قائم ہے۔ اسی طرح امام غزالی نے اس موضوع کی متعدد احادیث اور آثار بھی نقل کئے ہیں۔

حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ،

من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذلک اضعف الايمان (۷) ۔

(تم میں سے جو شخص کوئی برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دے ، اگر ایسا نہ کر سکے تو زبان سے (برا کہے) اور اگر ایسا نہ کر سکے تو دل سے (برا سمجھے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔)

ہر چند کہ حسبہ اور احتساب کے اصطلاحی الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں موجود نہیں تھے مگر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ امور انجام دیئے اور اسی طرح خلفائے راشدین بھی ان فرائض کو انجام دیتے رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ بازار تشریف لے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ غلہ کے ڈھیر میں ھاتھ ڈال کر دیکھا تو اس میں نمی تھی ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تاجر سے وجہ دریافت فرمائی ، اس نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارش میں بھیگ گیا ہے۔ اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے گیلا غلہ اوپر کیوں نہ کر دیا تاکہ لوگ دیکھ سکتے ، یاد رکھو! جو شخص دھوکہ دے وہ ھم میں سے نہیں ہے (۸) ۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بازار سے گزر ھوا تو آپ نے ایک وزن کرنے والے سے فرمایا کہ ،

,, زن وارجح ,, (۹)

(اچھی طرح تولو اور جھکتا ھوا تولو)

حضرت سالم اپنے والد سے روایت کرتے ھیں کہ انھوں نے بیان کیا کہ ،

رأیت الناس یضربون علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اشتروا الطعام جزافاً ان یبیعوہ حتی یؤوہ الی رحالھم (۱۰) .

(میں نے عھد نبوت میں دیکھا کہ اگر لوگ غلہ کے ڈھیر (بغیر وزن کے) خرید لیتے اور اسے اپنے ٹھکانوں پر لے جانے سے پہلے فروخت کر دیتے تو ان کو ضرب لگائی جاتی تھی)

اس حدیث کے بارے میں علامہ سیوطی فرماتے ھیں کہ یہ اھل سوق (بازار والوں پر) محتسب مقرر کرنے کی اصل ہے ، اور اس سے یہ اجازت بھی مستنبط ھوتی ہے کہ اگر تاجر اپنے معاملات میں احکام شرعی کی خلاف ورزی کریں تو انھیں سزا بھی دی جاسکتی ہے(۱۱)۔

امام نوویؒ فرماتے ھیں کہ یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ ولی امر کو بیع فاسد کرنے والے شخص کو ضرب وغیرہ کی تعزیری سزا دینے کا اختیار حاصل ہے (۱۲) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات دوسرے صحابہ کرام کو بھی اسطرح کے کاموں کے لئے بازار بھیجتے رہتے تھے ، چنانچہ ایسے ھی ایک واقعہ کا عبدالحی الکتانی نے التراتیب الاداریہ میں ذکر کیا ہے۔ اس طرح کے اور بھی بہت سے واقعات کتب حدیث و سیرت میں بکھرے ہوئے ھیں ۔

بعد میں جب اسلامی ریاست مدینہ سے باھر بھی پھیل گئی تو اس کام کے لئے مستقلاً آدمی مقرر کر دیئے گئے ، چنانچہ مدینہ منورہ میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ اور مکہ مکرمہ میں حضرت سعید بن العاص کو محتسب مقرر کیا گیا (۱۳) ۔

عہد صدیقی :

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کردہ نظام کو برقرار رکھا اور آپ نے حضرت عمرؓ کو دیگر متنوع ذمہ داریوں کے ساتھ ,, قضاء،، کا منصب تفویض کیا ، اس لحاظ سے حضرت عمرؓ پہلے قاضی ھیں اور حضرت ابوبکرؓ صدیق نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو مدینہ کے ,,عَسَس،، پر مامور کیا تھا (۱۳) ۔

عہد فاروقی :

حضرت عمرؓ نے تاریخ عالم کی سب سے زیادہ مستحکم اور بے مثال حکومت تشکیل دی تھی ، وہ مملکت کے بڑے بڑے معاملات و مسائل سے لے کر چھوٹے چھوٹے امور تک ھر معاملہ پر بڑی عمیق نظر رکھتے تھے ۔

,, فریضۂ احتساب ،، کے لئے باقاعدہ عنوان نہ سہی ، لیکن حضرت عمرؓ نے ان تمام امور کو بحسن اسلوب انجام دیا جو کسی بھی طرح حسبہ یا احتساب کے زمرے میں آ سکتے ھیں ۔

مدینہ منورہ میں یہ فرائض آپ خود انجام دیتے رہے اور مکہ مکرمہ میں آپ نے حضرت سعید بن سعید بن العاص کو محتسب مقرر کیا (۱۵) ۔ شفاءؓ بنت عبداللہ ایک بہت ذہین خاتون اور فاضل صحابیہ تھیں ، آپ ھجرت سے قبل اسلام لے آئیں تھیں ، اور اولین ھجرت کرنے والی خواتین میں سے تھیں، بسا اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ھاں آرام فرماتے تھے ۔ اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے بہت خوش تھے ان کی فضیلت کے قائل تھے اور ان کی رائے کو ترجیح دیتے تھے ۔ اور آپ نے انھیں بازار کا نگراں مقرر کر دیا تھا (۱٦) ۔ سمراء بنت نہیک الاسدیہ ایک عمر رسیدہ خاتون تھیں ، وہ کوڑا لے کر بازار میں گشت کرتیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتیں (۱۷) ۔

ذیل میں اس سلسلے کی چند مثالیں پیش کی جا رھی ھیں جن سے نہ صرف یہ معلوم ھوگا کہ حضرت عمرؓ کے دور میں احتساب کی کیا کیفیت تھی بلکہ اس سے یہ حقیقت بھی منکشف ھو گی کہ دراصل ,, احتساب ،، کیا ہے اور کیا ذمہ داریاں اور فرائض ھیں جو اس ضمن میں بنیادی اھمیت رکھتی ھیں ۔

۱ ۔ حضرت عمرؓ نے ایک شتر بان کو اونٹ پر زیادہ باربرداری کرنے پر سزا دی، مسیب بن دارم روایت کرتے ھیں کہ ،

رأیت عمر بن الخطاب یضرب جمالا وھو یقول حملت جملک مالا یطیق .

(میں نے عمر بن الخطاب کو ایک شتر بان کو مارتے دیکھا آپ اس سے کہہ رھے تھے کہ تونے اپنے اونٹ پر اس کی قوت سے زیادہ بوجھ لاد دیا ہے)

حضرت عمر سواری کے جانور رکھنے والوں کو نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ ،

الا اتقیتم اللہ فی رکائبکم ھذہ الاعلمتم ان لھا علیکم حقا الا خلیتم عنھا فاکلت من نبت الارض ۔

(اپنی ان سواریوں کے بارے میں تم لوگ اللہ سے کیوں نہیں ڈرتے کیا تمہیں نہیں معلوم کہ تم پر ان کا بھی حق ہے کیوں ان کو نہیں چھوڑتے ہو کہ زمین کا سبزہ کھاتی پھریں)(١٨) ۔

٢ ۔ نصر بن حجاج ایک ایسا شخص تھا، جس کی خوبصورتی مدینہ کی خواتین کے لئے فتنہ کا باعث بن رہی تھی حضرت عمرؓ نے اس کا سر منڈوا دیا، اس پر بھی اس کی خوبصورتی میں کمی نہ آئی تو اسے مدینہ منورہ سے چلے جانے کا حکم دیدیا اسی طرح ایک صاحب شفال نامی تھے ، حضرت عمرؓ نے ان کا بھی سر منڈوا دیا تھا ، اور پگڑی باندھنے کا حکم دیدیا تھا ، مگر اس سے اس کے حسن میں مزید اضافہ ہو گیا تو حضرت عمرؓ نے انہیں جہاد کے لئے روانہ کر دیا (١٩) ۔

٣ ۔ حضرت حفصہؓ کے بھائی کی ایک باندی تھی، وہ ذرا اچھا لباس پہن کر باہر نکلی ، حضرت عمرؓ نے اسے دیکھ لیا تو حضرت حفصہ سے فرمایا کہ تمہارے بھائی کی باندی لوگوں کو دیکھتی پھر رہی تھی اور آپ نے اس بات پر سختی سے گرفت کی ۔

٤ حضرت عمرؓ ناز و نعم کی زندگی کو پسند نہیں فرماتے تھے اور اس پر گرفت کیا کرتے تھے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ ،

اخشو شنوا ولا تبختروا کتبتختر الاعاجم

(کھردرے بنو اور عجمیوں کی طرح ناز و انداز نہ کرو)

ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا کہ ،

ایاکم والتنعم وزی العجم

(اپنے آپ کو عیش و عشرت کی زندگی اور لباس عجم سے بچاؤ) .

۵ ـ رویشد ثقفی جس پر پہلے ھی مے نوشی کی حد جاری ھو چکی تھی وہ شراب فروخت کیا کرتا تھا ، حضرت عمرؓ نے اس کی دوکان جلانے کا حکم دیا اور کہا کہ تو فویسق ہے رویشد نہیں ہے (۲۰) ـ

٦ ـ سواد کا ایک شخص شراب کی تجارت سے خوب مالدار ھو گیا حضرت عمرؓ کو اطلاع ملی تو آپ نے فرمان جاری کیا کہ ، اس کی ھر شئے توڑ ڈالو ، اس کے تمام مویشی لے لو اور کوئی اسے پناہ نہ دے ـ (۲۱) .

۷ ـ ایک سائل لوگوں کے سامنے دست دراز کر رھا تھا ، اور اس کی جھولی میں گندم بھری ھوئی تھی ، آپ نے وہ غلہ اس سے چھین کر اونٹوں کے آگے بکھیر دیا اور فرمایا کہ ،
الآن سل ما بدالک
(لے اب مانگ لے)

۸ ـ ضحاک بن خلیفہ عریض (جھیل) سے پانی نکال کر اپنی زمین تک لانا چاھتے تھے ، راستہ میں محمد بن مسلمہ کی زمین پڑتی تھی مگر وہ کسی طرح تیار نہیں ھوئے جس پر حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ تمہارا اس میں کوئی نقصان نہیں ہے بلکہ اس میں تمہارا بھی فائدہ ہے کہ تم بھی اس سے پانی لے سکتے ھو ، لیکن محمد بن مسلمہ پھر بھی راضی نہیں ھوئے ـ اس پر حضرت عمرؓ نے انہیں سرزنش کرتے ھوئے فرمایا کہ قسم بخدا یہ اپنی گول ضرور نکالیں گے خواہ تمہارے پیٹ پر سے بھی گزارنا پڑے ، چنانچہ ضحاک نے وہ نہر محمد بن مسلمہ کی زمین میں سے نکال لی ـ (۲۲)

۹ ۔ صبیغ نامی ایک شخص مدینہ منورہ آیا اور اس نے لوگوں سے قرآن کے متشابہات کے بارے میں دریافت کرنا شروع کر دیا ۔ حضرت عمر نے کھجور کی ٹہنیاں تڑوا کر رکھیں اور اسے بلوا کر چوب مارا یہاں تک کہ اس کے سر سے خون جاری ہو گیا اور اس نے کہدیا کہ میرے سر میں جو فاسد خیالات تھے وہ نکل گئے ہیں ۔(۲۳)

۱۰ ۔ معن بن زائدہ نے بیت المال کی مہر کے نقش پر ایک مہر بنوا لی اور ایک جعلی دستاویز تیار کرکے بیت المال سے کچھ رقم حاصل کر لی ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے سو درے مارے اور محبوس کر دیا ، اس کے بارے میں کسی نے سفارش کی تو آپ نے اسے پھر سو کوڑے مارے ، پھر کسی نے بات کی تو آپ نے پھر سو کوڑے مارے اور اسے شہر بدر کر دیا ۔ (۲۴) آپ نے اہل بصرہ کو فرمان تحریر کیا کہ اس کے ساتھ نشست و برخاست نہ رکھیں ۔(۲۵)

عمال حکومت کا احتساب :

حضرت عمرؓ کارکنان حکومت کے معاملات کی پوری طرح دیکھ بھال کرتے تھے ، ان کے معاملات پر نظر رکھتے تھے ۔ حضرت عمر امراء اور عمال حکومت کی خفیہ طور پر بھی خبریں معلوم کیا کرتے تھے ۔ اس سلسلے میں ایک مرتبہ آپ نے اپنے عامل کعب بن مالک کو تحریر کیا کہ ,, اپنی جگہ کسی کو قائمقام مقرر کرکے تم سواد کے علاقے کے ہر شہر اور بستی میں جاؤ اور عاملوں کے حالات کی تحقیق کرکے مجھے مطلع کرو ۔ (۲۶)

حضرت عمرؓ کسی کو عامل مقرر کرنے سے قبل اس کے پاس موجود مال کی تفصیلات تحریر کر لیا کرتے تھے اور اکثر و بیشتر حساب کرتے کہ یہ کہاں سے آیا ، یہ کہاں سے آیا ،(۲۷) ۔ عامر بن

الصعق نے حضرت عمر سے شکایت کی کہ عاملوں کے پاس مال بکثرت ھو گیا ہے آپ نے ان سب سے حساب کیا اور نصف مال ضبط کر لیا (۲۸) ۔

عمال حکومت سے جہاں کوئی ایسی بات سر زد ھو جاتی جو اصول شریعت سے متصادم ھوتی تو حضرت عمرؓ سختی سے نوٹس لیتے، حتی کہ اگر کوئی عامل مریض کی عیادت کو نہ جاتااور کمزور و بے سہارا شخص کی اس تک رسائی نہ ھوتی تو ایسے عامل کو معزول کر دیا کرتے تھے (۲۹) ۔

حضرت عمرؓ کی جانب سے مصر پر عامل عیاض بن غنم باریک لباس زیب تن کرتے تھے اور دروازے پر دربان مقرر کیا ھوا تھا ، حضرت عمرؓ مدینہ کے کسی راستہ سے گزر رھے تھے ، کہ کسی شخص نے ان کی شکایت کر دی امام ابو یوسف اس واقعے کی ان الفاظ میں تفصیل بیان کرتے ھیں کہ ،

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی شخص کو عامل مقرر کرتے تو انصار اور دوسرے لوگوں پر مشتمل ایک جماعت کو گواہ بنا کر اس شخص سے چار شرائط کی پابندی کا عھد لیتے تھے یہ کہ وہ عمدہ خچر پر نہ سوار ھوگا ، باریک کپڑے نہ پہنے گا، چھنا ھوا آٹا نہ کھائے گا ، اپنے دروازے بند کرکے لوگوں کی ضروریات سے بے نیازی نہ برتے گا ، اپنی ڈیوڑھی پر دربان نہ رکھے گا ۔

راوی کہتا ہے کہ ایک بار جب کہ آپ مدینہ کی کسی سڑک پر جا رھے تھے کسی شخص نے پکار کر آپ سے یہ کہا کہ ,, عمر ،، کیا خیال ہے تمہارے عامل عیاض بن غنم کے مصر کا عامل رھتے ھوئے بھی کیا تمہاری یہ شرطیں اللہ کے حضور تمہیں بچا لیں گی ؟ دراں حالیکہ وہ باریک کپڑے بھی پہنتا ہے اور اپنے دروازے پر دربان بھی رکھتا ہے ۔

اب حضرت عمرؓ نے محمد بن مسلمہ کو بلایا، جو افسران تک آپ کے پیغامات پہنچایا کرتے تھے ، اور انھیں مصر روانہ کیا آپ نے ان سے یہ کہا کہ ,, تم انھیں جس حال میں پاؤ اسی حال میں میرے پاس لے کر آؤ " ـ(۳۰)

راوی کہتا ہے کہ یہ وھاں پہنچے تو ان کے دروازہ پر ایک دربان کو موجود پایا پھر اندر داخل ہوئے تو ان کے بدن پر ایک مہین قمیص نظر آئی ـ انہوں نے ان سے کہا کہ امیر المومنین کا بلاوا ہے ـ انہوں نے کہا کہ مجھے اپنی قبا پہن لینے دو ، یہ بولے کہ نہیں اسی حال میں چلو ، چنانچہ وہ انھیں لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ـ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اپنی قمیص اتار دو پھر آپ نے موٹے اون کا ایک کرتا منگوایا اور بھیڑ بکریوں کا ایک گلہ اور لاٹھی بھی منگوائی اور ان سے یہ فرمایا کہ ، یہ کرتا پہنو، یہ لاٹھی لو ، اور یہ بکریاں چراؤ، ان کا دودھ خود پیو اور راہ گیروں کو پلاؤ اور جو بچ رہے وہ ھمارے لیے محفوظ کر لو سن لیا تم نے ؟ انہوں نے کہا ھاں (سن لیا) مگر موت آ جانا اس سے اچھا ہے (کہ ایسا کروں) آپ نے بار بار ان سے یہی بات کہی مگر ہر بار انہوں نے یہی جواب دیا ـ اس سے بہتر ہے کہ موت آ جائے ـ عمر نے ان سے پوچھا کہ تمھیں یہ بات اتنی ناگوار کیوں معلوم ہوتی ہے جب کہ تمہارے باپ کا نام ,,غنم" اسی لیے پڑ گیا تھا کہ وہ بکریاں چرایا کرتے تھے ؟ کیا تم آئندہ بھلی روش اختیار کر سکو گے ؟ انہوں نے جواب دیا جی ھاں ، یا امیر المومنین! اس پر آپ نے ان کو ان کے منصب پر بحال کر دیا ـ

راوی کا بیان ہے کہ اس واقعہ کے بعد عیاض بن غنم حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ کے تمام والیوں میں سب سے عمدہ والی بن گئے تھے ـ

امام ابویوسفؒ مزید تحریر فرماتے ھیں کہ ،

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عاملوں کو لکھ بھیجا کہ حج کے موقع پر آپ سے ملیں ۔ چنانچہ یہ سب لوگ ھی موقع پر حاضر ہوئے اور آپ نے کھڑے ہو کر ان سے یہ فرمایا ،

,, لوگو! میں نے اپنے ان عمال کو تم پر راست بازی کے ساتھ نگرانی کرنے کیلئے بھیجا ہے میں نے انہیں اس لئے عامل نہیں مقرر کیا ہے کہ یہ تمہارے جان و مال اور عزت وآبرو پر دست درازیاں کریں ، لہذا جس کسی پر ان میں سے کسی نے کوئی ظلم کیا ہو وہ کھڑا ہو جائے (٣١) ۔

راوی کہتا ہے کہ اس اعلان پر اس دن سارے عوام میں سے بجز ایک آدمی کے اور کوئی نہیں اٹھا اس آدمی نے کہا ،

,, امیر المومنین! آپ کے عامل نے مجھے سو کوڑے مارے ھیں "

حضرت عمرؓ نے دریافت کیا! کیا تم بھی اسے سو کوڑے مارنا چاھتے ہو؟ ایسا ہو تو اٹھو اور اس سے قصاص لے لو ۔

یہ سن کر عمرو بن العاص اٹھے اور انہوں نے آپ سے یہ کہا

,, امیر المومنین! اگر آپ اپنے عمال کے سلسلہ میں یہ پالیسی اختیار کریں گے تو یہ ان کو بہت شاق گزرے گی ، اور یہ ایک مستقل طریقہ بن جائے گا جسے آپ کے بعد آنے والے (خلفاء) بھی اختیار کر لیں گے ۔

حضرت عمرؓ نے جواب دیا ، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اس عامل سے اس شخص کا قصاص نہ لوں جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود اپنے قصاص لیتے دیکھا ہے ؟

اے آدمی اٹھ اور قصاص لے ،

پھر عمرو بن العاص نے کہا : اچھا تو ھمیں اس کی اجازت دیجیئے کہ ھم اس کو کسی طرح راضی کر لیں ،

راوی کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس کی اجازت دے دی اور لوگوں نے اس شخص کو فی کوڑا دو دینار کے حساب سے دو سو دینار دے کر اپنا حق قصاص فروخت کر دینے پر راضی کر لیا ۔

محتسب کے فرائض :

ان تمام واقعات کی روشنی میں محتسب کا کام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے اور وہ یہ فریضہ ان امور میں انجام دے گا جو ولاۃ اور قضاۃ اور اہل دیوان کے ساتھ مختص نہ ہوں۔ یعنی محتسب کی ذمہ داری ہے کہ وہ مقررہ اوقات پر نمازیں قائم کرائے اور نماز نہ پڑھنے والوں کو ضرب اور حبس کی سزا دے ۔ ائمہ اور موذنین کی نگرانی کرے جمعہ اور جماعت سے نماز کی تاکید کرے ، سچ بولنے اور امانت ادا کرنے کا حکم دے اور منکرات سے منع کرے ۔ مثلاً جھوٹ اور خیانت سے روکے ، ناپ تول کی کمی کا سد باب کرے ، اشیاء میں ملاوٹ سے باز رکھے ، مصنوعات کے غیر معیاری ہونے کی روک تھام کرے اور معاملات خرید و فروخت میں دھوکہ نہ ہونے دے ۔ احتکار (ذخیرہ اندوزی) سے روکے اور جہاں قیمتوں کا متعین کرنا ضروری ہو وہاں قیمت متعین کرے۔(۳۲)

علامہ ابن خلدون نے محتسب کے فرائض ان الفاظ میں بیان کئے ہیں ۔

,,حسبہ یا احتساب (کوتوالی) بھی ایک دینی منصب ہے جو سراغرسانی کا ایک شعبہ ہے ۔ ظاہر ہے کہ دین کے سلسلہ میں سراغرسانی امام یا سلطان پر فرض ہے اس عہدے پر امام یا سلطان جسے اہل سمجھتا تھا مقرر کر دیتا تھا ۔ اور اسی کے ذمہ فرائض سراغرسانی ہوتے تھے ۔ کوتوال سراغرسانی پر اپنے معاونین سے بھی مدد لے لیا کرتا ہے اور لوگوں کی شرارتوں اور برائیوں کی سراغرسانی

میں لگا رہتا ہے۔ ان کی کھوج لگاتا ہے اور ان کی تحقیق ہو جانے پر دینی مجرموں کو مناسب سزائیں دیتا ہے اور شہریوں کو عوام کی فلاح و بہبود کے کاموں پر آمادہ کرتا ہے جیسے راستوں میں بھیڑ نہ کریں ، سواریوں اور کشتیوں پر بہت زیادہ بوجھ نہ لادیں ۔ جن عمارتوں کے گرنے کا ڈر ھو انہیں منہدم کر دیں تاکہ وہ اچانک گر کر گذرنے والوں کو نقصان نہ پہنچائیں ۔ مدارس و مکاتیب میں اساتذہ بچوں کو بہت زیادہ نہ ماریں ۔ الغرض اور اس قسم کے کیس محتسب (کوتوال) کے فرائض میں داخل ھیں ۔ کوتوال یہ انتظار نہیں کرتا کہ اس قسم کے جھگڑوں یا زیادتیوں کے مقدمات اس کے پاس آئیں تو وہ ان میں سوچ و بچار کرے بلکہ وہ بذات خود ان تمام باتوں کے کھوج میں لگا رہتا ہے۔ اور جب اس کے علم میں کوئی بات آتی ہے تو وہ اس میں سوچ سمجھ کر مناسب قدم اٹھاتا ہے۔ ہر مقدمے کا فیصلہ اس کے فرائض میں نہیں بلکہ ان مقدمات کا فیصلہ کرتا ہے جو معاشی اور کاروباری زندگی میں دھوکہ اور فریب سے متعلق ہوتے ھیں جیسے لیتے دیتے وقت ناپ تول میں چالاکی وغیرہ غرض اسی قسم کی بے ایمانیوں کی روک تھام کوتوال کے ذمہ ہے۔ اسی طرح نادھندوں سے لوگوں کا پیسہ دلوانا اور انہیں حق و انصاف پر آمادہ کرنا بھی اسی کا کام ہے اور اس جیسے دیگر تمام وہ مسائل جن میں ثبوت کیلئے شہادتیں نہیں لی جاتیں اور نہ ان کے بارے میں فیصلے کئے جاتے ھیں ۔ کوتوال ھی حل کیا کرتا ہے۔ چھوٹے موٹے اور معمولی کیسوں کا کوتوال ھی فیصلہ کیا کرتا ہے اور جج کو اس کا بار کم کرنے کے لئے ان سے علیحدہ رکھا جاتا ہے۔ لہذا یہ منصب ، منصب قضاء کی خدمت کرنے کیلئے ایجاد کیا گیا ہے "(۳۳) ۔

روزنتھال نے " حسبہ " کا ترجمہ Office of The Market) (Supervisor کیا ہے جو حسبہ کا ایک شعبہ تو ہے مگر بعینہ حسبہ

نہیں ہے کیونکہ حسبہ کا مفہوم ,, صاحب السوق " یا ,,عامل السوق" سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔

الماوردی اور ابو یعلی کی تحقیق :

الماوردی اور ابویعلی کی الاحکام السلطانیة کے نام سے مشہور تصانیف ھیں، جو نام کے اشتراک کےساتھ موضوع اور مضامین کے اعتبار سے بھی باھم مشابه ھیں ، ان دونوں ، حضرات نے احتساب کے طریقه کار اور اس کے فرائض پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے جس کو ھم مختصراً یہاں بیان کرتے ھیں (۳۴) ۔

محتسب کے فرائض کی دو قسمیں ھیں ۔

۱ ۔ امر بالمعروف

۲ ۔ نہی عن المنکر

امر بالمعروف کی بھی تین قسمیں ھیں ۔

۱ ۔ وہ امور جو محض حقوق اللہ سے متعلق ھوں۔

۲ ۔ وہ امور جو حقوق العباد سے متعلق ھوں۔

۳ ۔ اور وہ امور جو ایک پہلو سے حقوق اللہ سے تعلق رکھتے ھوں اور دوسرے پہلوؤں سے ان کا تعلق حقوق العباد سے ھو ۔

حقوق اللہ کی بھی دو قسمیں ھیں ۔

اول ۔ اجتماعی امور۔

دوم ۔ انفرادی امور۔

اجتماعی امور کی مثال یہ ہے کہ بعض افراد وطن سکونت میں جمعه کی نماز ترک کر رہے ھیں اور ان کی تعداد چالیس یا اس سے زائد ھو تو محتسب انہیں جمعه قائم کرنے کا حکم دے سکتا ہے اور کوتاھی پر تادیب کر سکتا ہے۔

مساجد میں اذان کہنا اور باجماعت نماز پڑھنا ایسے اسلامی شعائر میں سے ہے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دارالاسلام اور دارالشرک میں مابہ الامتیاز قرار دیا ہے لہذا اگر کسی بستی یا محلہ کے سب مسلمان اپنی مساجد میں نماز باجماعت یا اذان چھوڑ دیں تو محتسب کے لئے مناسب ہے کہ ان کو اذان اور جماعت سے نماز پڑھنے کا حکم دے۔

انفرادی امور مثلاً کسی شخص کا نماز میں تاخیر کرنا، محتسب کو چاہیے کہ اسے یاد دلائے اور اگر اس نے محض سستی کی بنا پر تاخیر کی ہے تو اسے تادیب بھی کرے۔

حقوق العباد سے متعلق امر بالمعروف کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ عام

۲۔ خاص

عام کی مثال یہ ہے کہ کسی شہر کی نہر وغیرہ بند ہو جائے یا شہر پناہ گر جائے یا حاجت مند مسافر گزریں اور ان کی اعانت نہ ہو ایسی صورت میں اگر بیت المال میں سرمایہ موجود ہو اور اس کے خرچ کرنے سے مسلمانوں کو مضرت نہ پہنچے تو اس سے نہر کی اصلاح اور شہر پناہ کی تعمیر اور مسافروں کی حاجت روائی کا حکم دے کیونکہ یہ حقوق بیت المال پر واجب ہیں ان لوگوں پر نہیں ہیں - یہی حکم مساجد کے منہدم ہونے کا ہے۔

جو مساجد لوگوں نے اپنے مصارف سے بنائی ہوں وہ اگر ان کو اصلاح و مرمت کے لئے گرا دیں اور پھر ان کی تعمیر نو میں کوتاہی کریں تو محتسب انہیں ان کی تعمیر نو کا حکم دے سکتا ہے۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد میں مشترک امور جو یہ ہیں۔

۱۔ محتسب لوگوں کو ان کی زیر کفالت یتیم بچیوں کے نکاح کا حکم دے۔

۲ ـ شوهر کی وفات یا طلاق کی صورت میں عورتوں کو عدت گزارنے کا حکم دے ـ

۳ ـ مالکوں کو پابند کرے که وہ ملازموں کے حقوق ادا کریں اور ان پر ان کی قوت سے زیادہ بار نه ڈالیں ـ

۴ ـ بار برداری کرنے والوں کو اس بات کا پابند کرے که وہ جانوروں پر ان کی قوت سے زیادہ بوجھ نه لادیں ـ

۵ ـ اگر کسی کو کہیں سے لاوارث بچه مل جائے ، تو محتسب اسے اس کی پوری طرح دیکھ بھال کا پابند کرے ـ

نہی عن المنکر کی بھی تین قسمیں ھیں ـ

۱ ـ حقوق اللہ سے متعلق ـ

۲ ـ حقوق العباد سے متعلق ـ

۳ ـ اور دونوں سے متعلق ـ

ازاں بعد حقوق اللہ سے متعلق نہی عن المنکر کی بھی تین قسمیں ھیں ـ

۱ ـ عبادات سے متعلق ـ

۲ ـ محظورات (شرعی ممنوعات) سے متعلق ـ

۳ ـ اور معاملات سے متعلق ـ

عبادات سے متعلق منکرات جن میں محتسب مداخلت کر سکتا ہے یه ھیں ـ

۱ ـ کوئی شخص احکام شریعت اور عبادت کے مسنون اوصاف میں رد و بدل کرے ، مثلاً سری نماز کو جہر کے ساتھ پڑھے ، یا جہری نماز کو سر کے ساتھ پڑھے ، محتسب کو چاھیئے که اگر وہ عمل کسی امام کا واجب التقلید قول نه ھو تو مرتکب کو روکے اور معاند کو سزا دے ـ

۲ ۔ ایسا شخص جو اپنے لباس ، جسم اور نماز کی جگہ کی پاکی کے سلسلے میں کوتاھی برتے ۔

۳ ۔ رمضان المبارک میں بغیر سفر یا مرض کے افطار کرے ۔

۴ ۔ جس شخص پر اموال ظاھرہ کی زکوٰۃ واجب ھو اور وہ زکوٰۃ ادا نہ کرے تو محتسب جبراً وصول کرے اور کوتاھی کرنے والے کو سزا دے ۔ جبکہ اموال باطنہ کی زکوٰۃ کی عدم ادائیگی پر نظر رکھنا محتسب ھی کا کام ہے ۔

۵ ۔ اگر کسی کو صدقہ مانگتے ہوئے دیکھے اور محتسب کو اس کے حالات سے اس کا غنی ھونا معلوم ھو تو روک دے اور تادیب کرے اس تادیب کا حق عامل صدقہ کی بہ نسبت محتسب کو زیادہ ہے ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے لوگوں کو تادیب فرمائی ہے ۔ اگر ظاھری حالت سے غنی ھونا معلوم نہ ھو اور لوگوں سے سوال کرتا پائے تو اس کو بتلائے کہ غنی کو سوال کرنا حرام ہے مگر منع نہ کرے ممکن ہے باطناً فقیر ھو ۔

اگر ایسا مضبوط و توانا شخص جو کام کر سکتا ھو ، سوال کرتا ھوا ملے تو محتسب کو چاھیئے کہ اسے روکے اور سعی و محنت سے روزی حاصل کرنے کا حکم دے اگر پھر بھی سوال کرتا رھے تو تعزیری سزا دے ۔

٦ ۔ نا اھل اور جاھل شخص کو علمی باتیں کرنے سے روکنا اور تقریر و وعظ سے منع کرنا محتسب کا کام ہے بلکہ اگر اس کے علم و تقویٰ کے بارے میں معلوم نہ ھو تو ایسے شخص کا امتحان لے سکتا ہے ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حسن بصری کے پاس سے گزرے وہ لوگوں سے علمی باتیں کر رھے تھے آپ نے ان کا امتحان لیا فرمایا دین کا ستون کیا ہے ؟ حسن نے عرض کی کہ

,, ورع " حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ کون سی بات ایسی ہے جو انسان کے دین کی آزمائش بن جاتی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ,, طمع " اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ بیان کر سکتے ہیں۔

۷۔ اگر کوئی مفسر قرآن کی ظاہری تاویل سے عدول کرکے بہ تکلف نئے معنی گھڑ کر بیان کرے یا کوئی راوی منکر احادیث روایت کرنے میں منفرد ہو اور دل ان سے متنفر ہوں تو اس کو روکنا اور منع کرنا محتسب کا فرض ہے۔ اس صورت میں محتسب کو روکنے کا اس وقت حق ہے جبکہ خود عالم ہو اور حق و باطل معانی و روایات سے واقف ہو یا علمائے عصر بالاتفاق اس کا ابطال کریں اور اس کے قول کو بدعت کہیں اور محتسب کو توجہ دلائیں تو ان کے بالاتفاق قول پر اعتماد کرکے منع کرے۔

,,محظورات " (شرعی ممنوعات) سے متعلق منع کرنے کی بھی یہی صورت ہے کہ لوگوں کو محل شبہ اور تہمت سے روکے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ,, ایسا امر اختیار کرو جو شبہ سے بالاتر ہو اور ایسے امر کو ترک کر دو جس میں شبہ ہو "۔

تادیب میں جلدی نہ کرے اس سے پہلے منع کرنا چاہیئے۔ ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو عورتوں کے ساتھ پھرنے کی ممانعت کر دی تھی۔

محظورات (شرعی ممنوعات) جب تک ظاہر نہ ہوں محتسب خود ان کی تفتیش نہ کرے ، الا یہ کہ کسی کو کسی برے کام کے ارتکاب کی تیاری کے بارے میں معلوم ہو جائے تو اس کو روکنے کی کوشش کرے۔ غیر شرعی امور مثلاً زنا، بیع فاسد یا اور کسی نامشروع فعل پر دونوں متعاقد (معاملہ کرنے والے) رضا مند ہو جائیں تو اگر و فعل

بالاتفاق ممنوع ہو تو محتسب پر ان کو شرم دلانا اور روکنا واجب ہے تادیب میں بحیثیت شدت حرمت اور عدم شدت فرق رکھے ۔

معاملات خرید و فروخت اور سکوں میں ہر فریب اور دھوکہ دہی کی تمام صورتوں کا محتسب انسداد کرے اور حسب ضرورت تادیب کرے ۔

رسول اللہ صلی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ،

,, دھوکہ دینے والا ہم میں سے نہیں ہے " ۔

اگر ایسا فریب ہو جو خریدار کے لئے نقصان دہ ہو اور مشتری کو اس کا علم نہ ہو سکے تو ایسے فریب کی حرمت شدید اور گناہ عظیم ہے۔ مجرم کو سخت سزا دی جائے اور اگر مشتری (خریدار) کو پہلے سے علم ہو تو اس کا گناہ خفیف ہے ایسی صورت میں نرمی سے روکا جائے اور مشتری کے متعلق دریافت کیا جائے اگر وہ فروخت کرنے کے لئے خریدتا ہے تو بائع کے ساتھ وہ خریدنے کا مجرم ہے کیونکہ ممکن ہے وہ کسی ایسے شخص کو فروخت کرے جو اس کی خرابی سے ناواقف ہو اور اگر اپنے استعمال کے لئے خریدے تو وہ مجرم نہیں صرف بائع کو تنبیہ کی جائے یہی حکم ,, ثمن " (سکوں) میں کھوٹ ملانے کا ہے۔

بعض لوگ جانور،کو فروخت کرنے سے پہلے اس کا دودھ دوھنا ترک کر دیتے ھیں تاکہ تھن بڑھ جائیں یہ بھی ایک طرح کی فریب کاری ہے اس سے روک دے ۔

محتسب کا یہ اھم فریضہ ہے کہ ناپ تول اور پیمائش میں کمی کرنے کا قطعی انسداد کرے ، اس پر سخت سزا دے اور سب کے سامنے دے ۔ اگر کسی کے باٹ یا پیمانے کے کم ہونے کا شبہ ہو تو اس کا امتحان کرے اور ملا کر دیکھے اور جس باٹ یا پیمانے سے ملائے اگر

وہ محتسب کا مہر شدہ ہو اور سب کو حکم ہو کہ اس کے ساتھ معاملات کیا کریں تو یہ زیادہ بہتر اور احتیاط کی صورت ہے پس اگر کوئی غیر مہر شدہ کے ساتھ معاملہ کرتا ہوا پایا جائے اور وہ کم ہو تو اس کو دو جرموں کی سزا دی جائے ایک غیر مہر شدہ کو استعمال کرنے کی سزا اور یہ سزا بحق سرکار ہے۔ اور دوسرے کم تولنے یا کم ناپنے کی سزا ۔ اور یہ سزا بحق شریعت ہے اور اگر غیر مہر شدہ سے کم نہ ہو تو سرکاری حکم کے خلاف کرنے پر صرف بحق سرکار سزا کا مستحق ہوگا ۔

اگر کوئی شخص سرکاری مہر شدہ کی شکل پر جعلی باٹ یا پیمانہ بنائے تو وہ جعلی درہم و دینار بنانے والے کی طرح مجرم ہے اگر ناقص بھی ہے تو دو حیثیت سے سزا کا مستحق ہے ایک جعلسازی کی بنا پر بحق سرکار دوسری ناقص رکھنے کی وجہ سے بحق شریعت ، اور یہ سزا پہلی سے سخت ہونی چاہیئے اور اگر جعلسازی کی ہو مگر کمی نہ کی ہو تو صرف بحق سرکار سزا دی جائے ۔

جو منکرات محض حقوق الناس سے متعلق ھیں ان کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے ھمسائے کی حد یا مکان کے صحن میں کچھ تعمیر کرے یا اس کی دیوار پر شہتیر رکھے ۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جب تک وہ استغاثہ نہ کرے محتسب کوئی دخل نہ دے ۔ کیونکہ یہ اس کا اپنا حق ہے معاف بھی کر سکتا ہے۔ اور مطالبہ بھی کر سکتا ہے۔ اگر استغاثہ کرے اور فریق مخالف اس کا انکار کرے تو محتسب اس کا حق دلوائے ۔ جبکہ فریق مخالف کے انکار کی صورت میں یہ دائرہ اختیار قاضی کا ہے ، محتسب کا نہیں ہے۔

اگر کوئی شخص اجیر پر زیادتی کرے مثلاً اجرت کم دے یا کام زیادہ لے تو محتسب اسے ایسا کرنے سے باز رکھے ۔ اور اگر زیادتی اجیر کی طرف سے ہو مثلاً کم کام کرے اور اجرت زیادہ مانگے تو اس

کو بھی باز رکھے اور اگر ایک دوسرے کی بات کا انکار کریں تو یہ دائرہ اختیار محکمہ احتساب کا نہیں بلکہ قضاء کا ہے۔

تین قسم کے پیشہ وروں کی نگرانی بھی محتسب سے متعلق ہے۔

١ ـ وہ جن کے کام میں افراط و تفریط کا اندیشہ ہو جیسے طبیب اور معلم ، طبیب کی پیشہ ورانہ کوتاھی انسانی جان کے لئے نقصان دہ اور معلم کی کوتاھی انسانی سیرت و کردار کیلئے مضرت رساں ہے۔

٢ ـ دوسرے وہ پیشہ وراں جن کے کام میں امانت و خیانت کا پہلو موجود ہو ، مثلاً سنار ، کپڑا بننے والے اور تمام حرفتوں اور ہنر والے محتسب ان کی امانت و دیانت پر نظر رکھے اور کسی طرح کی خیانت سے باز رکھے ۔

اس سلسلے میں ایک رائے یہ ہے کہ ان کا انتظام محکمہ پولیس سے متعلق ہو تو بہتر ہے اور بظاہر یہ رائے صحیح بھی ہے کیونکہ خیانت سرقہ کے تابع ہے۔

٣ ـ تیسری قسم ایسے ہنر مندوں کی ہے جن کے کام میں عمدگی، اور رداءت (خرابی) کا پہلو ہو ، تو محتسب کو چاھیئے کہ ان ہنرمندوں کو عمدہ کام کرکے دینے کا پابند کرے اور عدم تعمیل کی صورت میں مواخذہ کرے اور تاوان دلوائے ۔

وہ امور جو حقوق اللہ اور حقوق العباد میں مشترک ھیں ـ اس کی مثال یہ ہے کہ لوگوں کے گھروں کی طرف جھانکنے کی ممانعت کی جائے ـ جس کا مکان بلند ہو اس پر اگرچہ اپنی چھت کی چار دیواری بنانا لازم نہیں ہے لیکن یہ لازم ہے کہ دوسروں کی طرف نہ جھانکے ـ

اگر آجر اجیر سے اس قدر کام لے جس کو سر انجام دینے کی اس میں قدرت نہ ہو تو اگر محتسب کے پاس مرافعہ نہ کرے تو محتسب

آجر کو نصیحت کرے اور اگر اجیر مرافعہ کرے تو محتسب أجر کو ممانعت کرکے اس کو ایسا کرنے سے باز رکھے۔

مویشی پر ان کی قدرت سے زیادہ بوجھ ڈالنے سے بھی روکے۔اگر لوگ بوقت ضرورت سڑک پر اپنی چیزیں یا سامان عمارت ڈالیں تاکہ وہاں سے تھوڑی دیر بعد منتقل کریں اور اس سے چلنے والوں کو مضرت نہ ہو تو ایسا کرنے کی اجازت ہے اگر مضرت پہنچے تو ممانعت کر دی جائے اسی طرح چھجے نکالنے ، بالکونی بنانے ، پرنالے لگانے ، گندے پانی کی نکاسی کے گڑھے بنانے کا حکم ہے مضرت نہ ہو تو رہنے دے اور مضرت ہو تو ممانعت کر دے ۔ اور مضرت و عدم مضرت محتسب اپنے اجتہاد سے معلوم کرے کیونکہ اس اجتہاد کا تعلق عرف سے ہے۔ شریعت سے نہیں ہے۔ شرعی اجتہاد وہ ہے جو اصل حکم شریعت سے ثابت ہو جبکہ عرفی اجتہاد اسے کہتے ہیں ، جس کا حکم عرف پر مبنی ہو اور یہ فرق ان مثالوں سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے جن میں محتسب کو اجتہاد روا ہے اور جن میں نہیں ہے۔

احتساب، مظالم اور قضا میں فرق :

الماوردی اور ابویعلی نے احتساب مظالم اور قضاء کے درمیان فرق کو بھی واضح کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں ہیں کہ احتساب دو امور میں ,, قضاء ،، کے برابر ہے ، دو امور میں اس کا مرتبہ قضاء سے کم ہے اور دو امور میں قضاء سے زائد ہے۔

جن دو امور میں احتساب قضاء کے مساوی ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ حقوق العباد سے متعلق تین قسم کے دعاوی محتسب کے یہاں دائر کیئے جا سکتے ہیں ، اور محتسب ان کی سماعت کر سکتا ہے۔

۱ ۔ ناپ تول یا پیمائش میں کمی یا دھوکہ کا دعوی ۔

۲ ۔ فروخت کی جانے والی اشیاء میں ملاوٹ دھوکہ کا دعوی ۔

۳ ـ مقروض کے باوجود قدرت کے قرض ادا نہ کرنے کا دعوی ـ

دوسرا امر جس میں احتساب قضاء کے برابر ہے یہ ہے کہ جن حقوق سے متعلق محتسب کو سماعت کا اختیار ہے ان میں حق ثابت ہونے کے بعد محتسب مدعا علیہ کو ادائے حق پر مجبور کرے اور اس سے یہ حق ، صاحب حق کو ادا کروا دے ، کیونکہ حق کی ادائیگی میں تاخیر بھی ,, منکر،، (برائی) ہے اور محتسب کا منصب ھی اس لئے ہے کہ وہ منکر کا ازالہ کرے ـ

جن دو امور میں ,, احتساب ،، کا درجہ قضاء سے کم ہے وہ یہ ھیں کہ ،

اولاً محکمہ احتساب صرف ظاھری منکرات کے سدباب کے لیئے ہے اور عام دعاوی کے سماع کا اسے اختیار نہیں ہے ـ

دوم یہ کہ ,, محکمہ احتساب ،، کے دائرہ اختیار میں وہ جرائم آتے ھیں جن میں مجرم اعتراف جرم کر لے ، عدم اعتراف جرم کی صورت میں معاملہ قضاء کے دائرہ اختیار میں آئے گا نہ کہ احتساب کے ـ

جن دو باتوں میں محکمہ احتساب محکمہ قضاء سے زائد ہے ان میں سے پہلی بات یہ ہے کہ محتسب خود تلاش و تجسس کرکے ایسے معاملات پر گرفت کر سکتا ہے جو امر بالمعروف اور ,, نہی عن المنکر ،، سے متعلق ھوں اور فریضہ احتساب کی ادائیگی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ کوئی دعوی کرے ـ جبکہ قاضی ایسا نہیں کر سکتا ـ دوسری بات یہ ہے کہ محتسب اپنے فرض منصبی کو انجام دینے اور ازالہ منکرات میں سلطنت کے دباؤ اور سختی کو کام میں لا سکتا ہے ایسا کرنے سے جابر و ظالم نہیں ھوتا اور قاضی کا منصب عدل و انصاف ہے اس لئے اسے اپنے فرائض کی انجام دھی میں تحمل ا ور وقار سے کام لینا چاھیئے ـ

محکمه احتساب اور محکمه مظالم میں مشابهت بهی ہے اور فرق بهی -

مشابهث دو حیثیت سے ہے ایک تو یه که ان دونوں کی وضع میں سلطنت کا مخصوص رعب اور هیبت داخل ہے دوسری یه که ان دونوں محکموں کو از خود کهلم کهلا تعدی کا روکنا ، نیک چلنی اور امن قائم کرنا جائز ہے۔

اور فرق بهی دو حیثیت سے ہے۔ پهلی یه که محکمه مظالم ان امور کے لیئے ہے جن کی انجام دهی سے قاضی عاجز هوں اور محکمه احتساب ان امور کے لیئے جن سے قاضیوں کو روک دیا جائے - یهی وجه ہے که والی مظالم کا رتبه اعلی ہے اور محتسب کا رتبه ادنی - لهذا والی مظالم قاضی اور محتسب کو فرمان بهیجے تو جائز ہے اور قاضی والی مظالم کو فرمان نهیں بهیج سکتا محتسب کو بهیج سکتا ہے۔ اور محتسب ان دونوں میں سے کسی کو نهیں بهیج سکتا جس کا مطلب یه ہے که والی مظالم فیصله کر سکتا ہے اور محتسب فیصله نهیں کر سکتا۔

امام غزالیؒ کی رائے :

امام غزالیؒ کی تصنیف احیاء علوم الدین یوں تو علم الاخلاق اور تصوف کے زمرے میں شمار هوتی ہے مگر اسلامی علوم کے بے شمار پهلو هیں جن کے بارے میں یهاں بڑے پته کی بات مل جاتی ہے۔ انهوں نے اپنے مخصوص اسلوب بیان میں ,, احتساب ،، پر بهی کلام کیا ہے۔ مناسب معلوم هوتا ہے که اس مقام پر اختصار کے ساتھ۔ ان کی تحقیق کو بیان کر دیا جائے -

فرماتے هیں که ،

,, امر بالمعروف اور نهی عن المنکر ،، ایک ایسا جامع اور همه گیر فریضه ہے جس پر پورے دین کی اساس قائم ہے اس کام کو

نظر انداز کر دینا اور ترک کر دینا نبوت کو معطل کر دینا اور ,,دین،، کا نظام ضائع کر دینا اور دیانت کو ختم کر دینا ہے۔ یہ ایسی صورت حال ہے جس میں جہالت و فساد کا پھیل جانا اور انسانی معاشرے کا تباہ ہو جانا یقینی ہے (۳۵) ۔

حسبه (احتساب) ایسا جامع عنوان ہے جس میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تمام پہلو سما جاتے ہیں (۳۶) اور وہ تمام برائیاں جو موجود اور ظاہر ہوں اور محتسب کو بغیر تجسس اور اجتہاد کے معلوم ہو جائیں کہ یہ منکر ہیں ، حسبه میں داخل ہیں ۔

وہ امور جن پر احتساب جاری ہوتا ہے :

اس سے معلوم ہوا کہ جن امور میں احتساب ہونا چاہیئے ان کی چار شرائط ہیں ۔

۱ ۔ پہلی شرط یہ ہے کہ جس امر پر احتساب ہو وہ ,, منکر ،، ہونا چاہیئے اور منکر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ,, ایسی صورت حال جس میں واقع ہونا از روئے شریعت ناپسندیدہ اور ممنوع ہو ،، اس مقام پر ,, معصیت ،، کے بجائے منکر کا لفظ اس لئے استعمال ہوا ہے کہ ,, منکر ،، کا لفظ ,,, معصیت ،، کے لفظ سے زیادہ عام اور زیادہ وسیع ہے ۔ مثلاً بچہ اگر شراب پی رہا ہو تو یہ معصیت نہیں ہے مگر ,,منکر،، ضرور ہے ۔ اسی طرح اگر مجنون کسی برائی کا ارتکاب کرے تو یہ ,, معصیت ،، نہیں ہے منکر ہے ۔ (اس لئے کہ بچہ اور مجنون مکلف نہیں ہیں اور معصیت کا صدور مکلف شخص سے ہوا کرتا ہے) ۔

۲ ۔ دوسری شرط یہ ہے کہ جس وقت ,, منکر ،، کا احتساب کیا جا رہا ہو اس وقت وہ موجود ہو یعنی اس منکر پر احتساب نہیں ہوگا جو ماضی میں ہو چکا ہو یا جس کا مستقبل میں کیئے جانے کا ارادہ ہو ۔

۳ ۔ تیسری شرط یہ ہے کہ ,, منکر ,, ظاہر ہو اور محتسب کو اس کے لیئے تجسس نہ کرنا پڑے ۔ جو شخص اپنے گھر میں چھپ کر کوئی گناہ کر رھا ھو تو اس کا تجسس کرنا جائز نہیں ہے۔

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی کے گھر کی دیوار پر سے اتر کر اندر گئے اور اسے کسی برائی میں مصروف دیکھ کر سرزنش کی ۔ اس شخص نے کہا کہ اے امیر المومنین! میں نے اللہ کی نافرمانی ایک پہلو سے کی ہے ، اور آپ نے تین پہلوؤں سے کی ہے۔ اللہ سبحانہ نے فرمایا ہے کہ تجسس نہ کرو اور آپ نے تجسس کیا ہے۔ اللہ سبحانہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ گھروں میں دروازوں سے داخل ھو ، اور آپ دیوار پر سے آ گئے ۔ اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ جب کسی کے گھر میں جاؤ تو سلام کرو۔ اور آپ نے سلام نہیں کیا ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے اس سے درگزر کیا اور اسے توبہ کی تاکید کی ۔

حضرت عمرؓ نے اس واقعہ کی بنا پر صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ کیا اگر امام خود کسی کو حد کے گناہ کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھے تو وہ حد جاری کر سکتا ہے۔ اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حد کا معاملہ دو عادل گواھوں کی گواھی پر موقوف کیا گیا ہے ، اس لئے تنہا امام کا سزا دینا درست نہ ھوگا ۔

کسی منکر کے ظاہر ھونے یا پوشیدہ ھونے کی حدود اس طرح واضح کی جا سکتی ھیں کہ اگر کوئی شخص اپنے گھر کے دروازے بند کر کے اندر جا بیٹھے تو کسی معصیت کا پتہ لگانے کے لئے اس کی بغیر اجازت اس کے گھر میں داخل ھونا درست نہیں ہے۔ البتہ اگر گھر سے باھر کے لوگوں کو گھر کے اندر ھونے والی معصیت کا علم ھو جائے تو یہ معصیت ظاہر ھو جائے گی ۔ اور اس کا احتساب کیا جائے گا ۔ مثلاً گانے بجانے کی آوازیں باھر سنی جائیں ، یا شراب کے نشہ

میں لوگ جس طرح کا شور کرتے ہیں ، اس طرح کا شور باہر سنا جائے ، یا کسی شخص کے منہ سے شراب کی بو محسوس کی جائے تو ان صورتوں میں احتساب کا جائے گا ، اس لئے کہ بو کا آنا ظن غالب ہے اور علم کے درجہ میں ہے ، اس لئے یہ معصیت پوشیدہ نہیں رہی بلکہ ظاہر ہو گئی ۔ اور ظاہر برائی کے مٹانے کا حکم دیا گیا ہے اور اس ظاہر ہو جانے کو آنکھوں سے دیکھنے کی صورت میں منحصر نہیں کیا جا سکتا ۔ بلکہ اس میں جملہ حواس خمسہ کی دلالتیں شامل ہیں کیونکہ ان سب سے علم ہوتا ہے ۔

۴ ۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ اس امر کا منکر ہونا معلوم اور متعارف ہو اور یہ جاننے کیلئے کہ یہ منکر ہے یا نہیں ہے ، اجتہاد کی ضرورت نہ ہو ، اگر اجتہاد کی ضرورت ہو تو ایسے کسی امر میں احتساب نہیں ہے ۔

محتسب کے تادیبی اختیارات :

محتسب کے وسیع فرائض کے پیش نظر ضروری ہے کہ اسے مناسب اور ضروری تادیبی اختیارات حاصل ہوں اس لئے محتسب کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اپنے نائب مقرر کرے اور ایسے باخبر (EXPERTS) لوگوں کی جماعت اپنے ساتھ رکھے جو ان متنوع پہلوؤں میں اس کی مدد کر سکیں ۔ گویا ,, احتساب ،، ایک ایسا عظیم ادارہ ہے جس کے تحت معاشرے کی اخلاقی ، دینی اور اقتصادی حالت پر نظر رکھی جاتی ہے ، ان میں پیدا ہونے والی خرابیوں کو دور رکھا جاتا ہے اور شریعت اسلامی کے مقرر کردہ اصولوں کے پیش نظر اور وقت اور حالات زمانہ کی رعایت کے تحت ان میں ایسی تدابیر اختیار کی جاتی ہیں ، جو عدل و انصاف سے ہم آہنگ ہوں اور ان پہلوؤں میں اعلی سماجی قدروں کو اجاگر کرنے والی ہوں ۔

اسی وجه سے محتسب کو بعض تادیبی اختیارات دیئے گئے ھیں اور ان کو استعمال کرنے کے بعض درجات اور بعض آداب مقرر کیئے گئے ھیں ۔ امام غزالیؒ نے ان درجات و آداب پر روشنی ڈالی ہے۔

پہلا درجه تعریف :

اس کا مطلب یه ہے که محتسب کو یه علم ہو که فلاں مقام پر منکر وقوع پذیر ہو رہا ہے۔ ہر چند که محتسب کو تجسس کی اجازت نہیں لیکن اگر اس کو باخبر عادل افراد کی گواھی سے کسی ,, منکر ،، کے وقوع پذیر ہونے کا علم ہو مثلاً اسے یه اطلاع دی جائے که فلاں گھر میں مے نوشی کی تیاری ہو رہی ہے یا شراب تیار کی جا رہی ہے تو وہ بلا اجازت اس گھر میں داخل ہو سکتا ہے۔

دوسرا درجه تعریف :

بعض اوقات کوئی شخص لاعلمی کی بنا پر بھی کسی منکر کا مرتکب ہو جاتا ہے ، اس طرح کی صورت حال میں محتسب کا کام یه ہے که وہ اسے بتائے که یه کام شریعت کی نظر میں پسندیدہ نہیں ہے اور اس کو بہت نرمی اور دلجوئی کے ساتھ سمجھائے ، اور بتائے غرض محتسب کو چاھیئے که لوگوں کو شرعی ممنوعات سے اور ان امور سے جن کو شریعت نے برائی قرار دیا ہے آگاہ کرتا رہے ۔

تیسرا درجه وعظ و نصیحت :

جو افراد جانتے ہوئے بھی منکر کے مرتکب ہوں ، مثلاً مسلمانوں کی غیبت میں مبتلا ہوں اور ظلم و ستم کو شعار بنائے ہوئے ہوں۔ محتسب ان کو وعظ و نصیحت کرے اور اللہ کا خوف دلائے اور وعیدیں سنائے اور اس قدر دل سوزی سے سمجھائے که ایسے لوگ منکر سے باز آ جائیں ۔

چوتھا درجہ برا بھلا کہنا اور سختی سے منع کرنا :

یہ طریقہ محتسب اس وقت اختیار کرے جب کہ برائیوں (منکرات) میں مبتلا افراد نرمی اور قول حسن سے نصیحت قبول نہ کریں اور اپنے عمل سے باز نہ آئیں ۔

پانچواں درجہ ، عملاً برائی (منکر) کا مٹانا :

اگر کسی شخص نے کسی کے گھر پر غاصبانہ قبضہ کر لیا ہو تو محتسب اس کو زبردستی نکال سکتا ہے ۔ شراب کو بہا سکتا ہے ، آلات لہو ولعب توڑ دے اور اگر کوئی شخص ناپاک حالت میں مسجد میں آ جائے تو اسے نکال دے ۔

چھٹا درجہ تہدید و تخویف :

محتسب منکر کا ارتکاب کرنے والے کو ڈرائے اور دھمکائے کہ تجھے یہ سزا دی جائے گی ۔

ساتواں درجہ ، ضرب :

حسب ضرورت اور مصلحت برائی کے مرتکب کو جسمانی سزا دے اور ضرب لگائے ۔

آٹھواں درجہ :

ایسے فاسق شخص کو منکر کے ارتکاب سے روکنے کے لئے جو قوت کے اظہار کے ساتھ منکر کا ارتکاب کر رہا ہو ، محتسب اپنے معاونین اور اپنے دستہ کی مدد سے روک سکتا ہے اور اسے سزا دے سکتا ہے ۔ مگر اس حد تک کہ اس کا اقدام قضاء کے دائرے میں داخل نہ ہو ۔

شرائط محتسب :

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں محتسب میں پانچ شرطوں کا پایا جانا ضروری قرار دیا ہے ۔

۱ ۔ مکلف ہو یعنی نابالغ ، مجنون اور فاتر العقل کو محتسب نہیں

بنایا جا سکتا ہے۔

۲ ۔ مومن ہو ، اس لئے کہ کافر محتسب نہیں بن سکتا ہے۔

۳ ۔ وہ صاحب عدالت ہو ، یعنی وہ بذات خود فسق و فجور میں مبتلا نہ ہو۔

۴ ۔ حکومت کی طرف سے ماذون ہو یہ شرط محتسب متولی کیلئے ہے متطوع کیلئے نہیں ہے (۳۷) ۔

۵ ۔ اسے احکام احتساب کو نافذ کرنے پر قدرت حاصل ہو اس لئے کہ جو قادر نہیں ہوگا وہ احتساب کیا کرے گا ۔

محتسب کے آداب :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ،

,, صرف وہی شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے جو اپنے امر و نہی میں نرم خو ہو ، جو اپنے امر و نہی میں حلیم و بردبار ہو اور جو اپنے امر و نہی میں فقیہ ہو " ۔

اس حدیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ محتسب میں ان تین آداب کا ہونا ضروری ہے۔

علم ، تقوی اور حسن اخلاق

محتسب کو احتساب کے حدود و ضوابط سے آگاهی حاصل ہو اور اسے شریعت کے اوامر و نواهی کی کما حقه واقفیت حاصل ہو۔

خوف خدا اور تقوی موجود ہو تاکہ جن امور پر لوگوں کا احتساب کرے ان پر خود بھی پورا اترے ۔

محتسب علم و تقوی کے ساتھ حسن اخلاق کا پیکر ہو، کیونکہ اگر کوئی انسان حسن اخلاق سے متصف نہ ہو تو حقیقت یہ ہے کہ جس کے علم سے خود اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ہے اس سے وہ دوسروں کو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ بغیر حسن اخلاق کے تقوی بھی محل نظر ہے کیونکہ وہ تقوی هی کیا جس میں انسان خود اپنے

جذبات غضب و شہوت پر قابو نہ پا سکے۔

یہ تینوں صفات اگر محتسب میں موجود ہوں تو احتساب ایک نیکی اور عبادت بن جائے گا اور فی الواقع احتساب ,, منکرات » کے استیصال میں موثر ثابت ہوگا اور اگر یہ تینوں صفات محتسب میں موجود نہ ہوں ، تو اس کا احتساب بجائے خود منکر بن جائے گا۔

کوتاہ عمل شخص کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا از روئے شریعت منع نہیں ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ محض قول کی کوئی تاثیر نہیں ہوتی بلکہ تاثیر سیرت و کردار کی ہوتی ہے ، جتنا انسان خود باعمل ہوگا اتنا ہی اس کے کہنے میں اثر ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا ہم اس وقت تک امر بالمعروف نہ کریں جب تک ہم تمام اچھے اعمال پر عمل پیرا نہ ہو جائیں اور اس وقت تک نہی عن المنکر نہ کریں جب تک جملہ منکرات سے خود احتراز نہ کرنے لگیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس معروف کا بھی حکم دو جس پر تمہارا عمل نہ ہو اور اس منکر سے بھی منع کرو جس سے تم محترز نہ ہو (۳۸)۔

اس فرمان نبوت کی حکمت یہ ہے کہ ایک صاحب ایمان شخص اگر کسی کو ایسے عمل کی تلقین کرتا ہے کہ جس پر اس کا عمل نہیں ہوتا تو یہ تلقین خود اس کے نفس میں اس عمل کی آمادگی کا محرک بن جاتی ہے اور وہ بالآخر اس پر عمل پیرا ہو جاتا ہے اور اگر وہ ایسی برائی سے لوگوں کو باز رہنے کی تلقین کرتا ہو جس کا وہ خود مرتکب ہو تو بالآخر وہ خود بھی اس سے اجتناب کرنے لگتا ہے۔

احتساب عہد بہ عہد :

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ,, احتساب ،، اپنی اصل روح اور اپنے اساسی فرائض کے ساتھ خلافت راشدہ ھی میں وجود میں آ چکا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سلسلے میں بھی بہت سے موثر اقدامات کر چکے تھے ۔ مگر ,, حسبہ ،، کے نام سے باقاعدہ ادارہ عباسی دور حکومت میں وجود میں آیا ہے۔ چنانچہ بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ یہ لفظ خلیفہ مہدی عباسی (۱۵۸ ـ ۱۵۹ھ) میں استعمال ہونا شروع ہوا ، مگر طبری کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ادارہ اس نام کے ساتھ خلیفہ منصور کے عہد میں وجود میں آ چکا تھا ۔

الطبری ۱۳۶ ھ کے واقعات میں بیان کرتے ھیں کہ منصور نے ۱۵۷ھ میں ابوزکریا یحیی بن عبداللہ کو بغداد کا والی حسبہ مقرر کیا تھا (۳۹) ۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ احتساب کے عہد بہ عہد حالات بھی اس مقام پر مختصراً درج کر دیئے جائیں ۔

مصر ، عہد فاطمیین :

فاطمیین کے عہد میں احتساب کا نظام بہت ترقی کر گیا تھا ۔ محتسب کے کارندے بازاروں میں گھومتے اور گوشت،پکے ہوئے کھانوں اور حتی کہ کھانے کے برتنوں کی بھی جانچ پڑتال کرتے تھے ۔ سواریوں اور کشتیوں وغیرہ پر حد مقررہ سے زائد سامان نہیں لادتے تھے ۔ سقوں کو پابند رکھتے تھے کہ ان کے مشکیزے اور پانی کے برتن ڈھکے ہوئے ہوں۔ محتسب جامع عمر اور الازھر میں اپنی عدالت بھی منعقد کرتا تھا اور اس کا دائرہ اختیار اس قدر وسیع ہو گیا تھا کہ پولیس (شرطہ) اس کے احکام نافذ کرنے کے پابند تھے ۔ اس زمانے میں محتسب کو تیس دینار ماہوار ملتے تھے (۴۰) ۔

بغـداد کا نظام احتساب :

۳۰۰ ھ کے قریب محتسب بغداد کا ایک باقاعدہ منصب تھا ۔ بیشتر اوقات بہت اہم ذمہ داریاں اس کے سپرد ہوتی تھیں اور وہ کارکناں حکومت میں درجہ اول کے کارکنوں میں متصور ہوتا تھا ۔ مثلاً دار الضرب (ٹکسال) کی نگرانی بھی اسی کی ذمہ داری تھی ۔۳٦٦ھ کے قریب والیوں کے نام ایک منشور (فرمان) جاری ہوا ، کہ دارالضرب پر خاص نظر رکھی جائے تاکہ سونے چاندی کا کوئی سکہ کم وزن یا ناخالص نہ بننے پائے ۔ دور الطرز کی بھی نگرانی کی جائے تاکہ کپڑوں کی بنائی صحیح عمدہ اور پائیدار ہو ۔ اور سکوں پر اور کپڑوں اور فروش وغیرہ ، امیر المؤمنین کا نام نقش کیا جائے (۳۱) ۔

اندلس میں نظام احتساب :

اندلس میں ہر شہر میں ایک محتسب یا ,, صاحب السوق " مقرر ہوتا تھا ۔ جو بازاروں اور خرید و فروخت کے مراکز کی نگرانی کرتا ۔ اس منصب پر ایسے شخص کو مقرر کیا جاتا تھا جو صاحب علم اور فہم و ذکاء اور فطین ہو ۔ بالعموم یہ منصب کسی قاضی کے سپرد کیا جاتا تھا ، کیونکہ محتسب کے کام کو بھی قضا ہی کا ایک حصہ تصور کیا جاتا تھا ۔ المقری نے اندلس کے محتسب کے دائرہ اختیار کی تحدید کی ہے ۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نظام بہت وسعت اختیار کر گیا تھا ۔ جملہ اشیاء ضرورت کی قیمتیں مقرر تھیں ، اور تاجروں پر نظر رکھی جاتی تھی ۔ ,, محتسبین " کے لئے باقاعدہ ,,مجموعہ قوانین" تھا جو فقہی کتابوں کی طرح ان کے درمیان متداول تھا اور وہ ان کا مطالعہ کرتے رہتے تھے کیونکہ ان کو ہر قسم کے معاملات خرید وفروخت میں دخل تھا (۳۲) ۔

اندلس میں نظام احتساب بہت ترقی کر گیا تھا ۔ اور ابن عبدون نے اسے حکومت کا سب سے اہم شعبہ قرار دیا ۔ (۴۳) ۔ مغرب اور اندلس میں یہ نظام ایک طویل عرصہ تک جاری رہا ۔ اور اس قدر اہمیت اختیار کر گیا کہ جب ہسپانیہ کے عیسائیوں نے ان علاقوں کو مسلمانوں سے چھینا تو ہر علاقے میں احتساب کا نظام برقرار رکھا اور انھوں نے اس کو (ALMOTACEN) کا نام دیا اور مغرب میں تو یہ نظام آج تک جاری ہے (۴۴) ۔

ایک وقت ایسا آیا کہ اندلس میں احتساب کے ادارہ کو ,, خطۃ الاحتساب ،، کا نام دیا گیا ۔ اس منصب پر قاضی کو متعین کیا جاتا تھا جو اکثر اپنی جماعت کے ساتھ بازاروں میں جاتا اور اس کے لوگ بازار میں فروخت ہونے والی روٹیوں کو وزن کرکے دیکھتے ۔ گوشت کی دکان پر نرخ لکھ کر لگانا ہوتا تھا اور کسی قصاب کو زیادہ قیمت پر فروخت کرنے کی ہمت نہیں پڑتی تھی (۴۵) ۔

غرض زمانہ حال کی اصلاحات کے رائج ہونے سے قبل تمام مسلم ممالک میں محتسب ہوتے تھے ، مثال کے طور پر بیسویں صدی عیسوی کے آغاز تک مراکش اور بخارا میں محتسب موجود تھے ۔ سلجوقی عہد میں ایران اور ترکیہ میں اس منصب کو احتساب کے نام سے پکارتے تھے اور حسبہ کا لفظ اس صلاحیت کے لئے مخصوص تھا جس کا اہل محتسب کو ہونا چاہیئے (دیکھئے آگے مشرق کے لاطینی ممالک ، جو صلیبی جنگوں کے نتیجے میں ابھرے تھے ، انھوں نے اس ادارے کو (Mathssep) کی عام اور محدود شکل میں اپنا لیا تھا۔

سلطنت عثمانیہ :

سلطنت عثمانیہ کے مختلف ادوار میں ا حتساب کا ادرہ موجود تھا اور محتسب کے فرائض کے قواعد و ضوابط احتساب قانون نامہ لری

میں مندرج تھے ، جس میں محتسب کے جملہ فرائض جیسے بازار کی نگرانی، جانچ پڑتال ، تعزیر اور خاص طور پر صوبوں میں محصول لگانے کی ھدایات موجود تھیں ۔ ان ضوابط میں ایک طرف تو قیمتوں کی ایک فہرست درج تھی اور اجناس ، مصنوعات یا دوسری اشیاء کی فروخت اور مقررہ حد منافع کے سلسلے میں اس فہرست کی پابندی کرنا ھوتی تھی ، اور دوسری طرف بددیانت تاجروں اور کاریگروں کو سزا کے طور پر جرمانے کی تفصیلات درج تھیں ۔ ان کے علاوہ اِس دستور العمل میں محصولات کا تناسب یا ان کی کل مقدار سرکاری واجبات اور دوسری ادائیاں مندرج ھوتی تھیں ۔ جن کی تحصیل احتساب کی طرف سے کی جاتی تھی اور جو پیشہ ور انجمنوں کے ارکان سے واجب الوصول ھوتی تھیں ۔ محتسب کے اصل فرائض کے کچھ آثار ان ضوابط کی بعض دفعات میں پائے جاتے ھیں جن میں یہ مذکور ہے کہ محتسب کا فرض ہے کہ عوام کے اخلاق و کردار کی نگرانی کرے اور مقدس مقامات میں فرق نہ آنے دے ، مخرب اخلاق کوئی بات نہ ھونے دے اور اس بات پر کڑی نظر رکھے کہ آیا مسلمان اپنے مذھبی فرائض کا احترام کرتے ھیں یا نہیں ۔ استانبول میں محتسب ھی تھوک فروشوں ، تاجروں اور کاریگروں کے درمیان تجارتی سامان کی تقسیم کی نگرانی کرتا تھا ۔ ٹیکسوں کی وصولی میں محتسب کے کارندے ، جنھیں قول او غلالدری (KOLO GHLANDRI) اور ملازم کہا جاتا تھا ، اس کے ممد و معاون ھوتے تھے ۔ دسویں صدی ھجری میں اور اس کے بعد استانبول میں محتسبوں کی تعداد پندرہ تھی ، جو بعد میں بڑھ کر چھپن ھو گئی تھی ۔ ان کے علاوہ سولہ ملازم اور تھے، جن کے پاس سرکار کی طرف سے تقرر کے پروانے ھوتے تھے ۔ محتسب سال بسال (التزام) مقرر ھوتے تھے ۔ یہ منصب حاصل کرنے والا مقررہ نقد رقم (بدل مقاطعہ) کی ادائی اور

قاضی (جس کے سامنے محتسب براہ راست جواب دہ ہوتا تھا) وزیر اعظم یا صوبائی گورنر کی منظوری کے بعد تقرر کا پروانہ (برات) پاتا تھا ۔

احتساب کے اولین قوانین و ضوابط سلطان بایزید (۸۸۶ھ / ۱۴۸۱ء تا ۹۱۸ھ/ ۱۰۱۲ء) کے عہد سے تعلق رکھتے ہیں ۔ بعد میں سلطان سلیم اول ، سلیمان اول ، سلیم دوم ، مراد سوم ، مراد چہارم، محمد چہارم وغیرہ نے بھی قوانین وضع کیے ، احتساب سے متعلق صوبوں کے لئے قوانین ، صوبوں کے انتظام سے متعلق عام قوانین (قانون نامہ) میں شامل کر لیے گئے تھے ۔ قدیم ترین قانون نامہ سلطان بایزید دوم کے عہد حکومت کا ہے ۔ یہ ناممکن نہیں کہ اس قسم کے قواعد و ضوابط اس سے قبل بھی نافذ ہوں ۔ بعض صوبوں میں ، جن کا عثمانی سلطنت سے الحاق دسویں صدی ہجری / سولھویں صدی عیسوی میں ہوا تھا ، سلاطین نے قدیم قوانین و ضوابط ھی جاری رکھے جیسا کہ مثال کے طور پر دمشق میں ہوا تھا (۳۶) ۔

ایــران :

خلافت عباسیہ کے انقراض کے بعد ایران میں جو مختلف حکومتیں اور سلطنتیں قائم ہو گئی تھیں ان میں محتسب اور اس کا عہدہ (حسبہ یا احتساب) اور دینی اداروں کے کئی دوسرے عہدے انیسویں صدی عیسوی تک بھی برقرار رہے اخلاق عامہ اور مذہبی فرائض کو مناسب انجام دھی کی نگرانی محتسب کے ذمے تھی ۔ عوام کی سہولتوں اور آسائشوں کی دیکھ بھال کرنا بھی اس کا فرض منصبی ہوتا تھا ۔ اس کا فرض تھا کہ غلاموں سے بدسلوکی نہ ہونے پائے اور باربرداری کے جانوروں پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ لادا جائے ۔ ذمیوں کے مفادات کا تحفظ اور ان سے قواعد و ضوابط کی پابندی کرانا بھی اس کے ذمے تھا ۔ بایں ہمہ اس کا اہم فریضہ یہ تھا

کہ وہ منڈیوں کی نگرانی کرے ، سوداگروں اور کاریگروں کو بد دیانتی نہ کرنے دے اور پیشہ ورانہ ,, برادریوں " اور انجمنوں پر کڑی نظر رکھے ۔ وہ مجرموں کو سرسری سزا دے سکتا تھا ۔

نظام الملک لکھتا ہے کہ اوزان اور قیمتوں کی جانچ پڑتال ، تجارتی لین دین کی نگرانی ، اشیاء میں ملاوٹ اور دھوکے کے انسداد اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ترویج کے لیے ہر شہر میں محتسب کا تقرر ہونا چاہیئے ۔

ایلخانیوں کے قبول اسلام کے بعد مذہبی ادارے کے دیگر عہدوں کے ساتھ محتسب کا عہدہ بھی برقرار رہا ۔ جب غازان خان نے ساری مملکت میں باٹوں اور پیمانوں میں یکسانی پیدا کرنی چاہی تو اس نے حکم دیا کہ یہ کام ہر صوبے میں محتسب کی موجودگی میں عمل میں لایا جائے ۔

صفویوں کے عہد حکومت میں اکثر بڑے شہروں میں ایک ایک محتسب ہوتا تھا ۔ وہ اس منصب کے روایتی فرائض سرانجام دیا کرتا تھا ۔

مملکت کا محتسب اعلی محتسب الممالک کہلاتا تھا ۔ شاہ طہماسپ کے زمانے میں یہ عہدہ میر سید علی استرآبادی کو تفویض تھا ۔ جو دربار شاہی کا خطیب بھی تھا ، بعد میں یہ منصب سید میر جعفر طبائی کو ملا ۔ شاہ عباس کے عہد میں جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کی جگہ میرزا عبدالحسین مقرر ہوا ۔

صفوی عہد کے بعد محتسب کا عہدہ رو بتنزل ہو گیا اور اس کی نوعیت روزبروز غیر مذہبی ہوتی گئی قانون شریعت کے نفاذ سے متعلق محتسب کو جو فرائض ادا کرنے پڑتے تھے وہ اس کی تولیت سے نکال کر ,, مراجع التقلید " کے سپرد کر دیئے گئے (۴۷) ۔

برصغیر پاک و ھند :

مسلمانوں نے ابتداء ھی میں یہ محسوس کر لیا تھا کہ ھندوستان انھوں نے فتح کیا ہے اور مسلمانوں کی مخصوص حیثیت کا تقاضا ہے کہ وہ احکام شریعت کی پیروی اور درستی اخلاق میں سستی نہ دکھائیں ورنہ ملک کی سالمیت ، یک جہتی ، حتی کہ نئی سلطنت کا وجود بھی خطرے میں پڑ جائے گا ، چنانچہ جہاں بھی مسلم آبادی قائم ہوتی یا چھاؤنی کی بنا ڈالی جاتی ، وھاں ایک محتسب اور ایک قاضی بھی رکھا جاتا ۔ سلطان بلبن ایک اچھی حکومت کے لیئے محکمہ احتساب کو ضروری خیال کرتا تھا ۔ اس نے اپنے پیش روؤں کے برعکس کسی چھوٹے سے چھوٹے شہر اور غیر اھم مقام کوبھی نظر انداز نہیں کیا ۔ (۳۸) ۔

برصغیر پاک وھند میں محی الدین اورنگزیب عالمگیر کے بعد احتساب کے نظام میں کمزوری آ گئی اور یہ نظام باقاعدہ موجود نہیں رھا البتہ جب مولانا سید احمد بریلوی نے سرحد کے بعض علاقوں میں اسلامی حکومت کا احیاء کیا تو انھوں نے مختلف مقامات پر محتسب بھی مقرر کیئے تھے (۳۹) ۔

حوالہ جات

١ ۔ لسان العرب ، (در ذیل مادہ) تاج العروس (در ذیل مادہ)

٢ ۔ الاحکام السلطانیہ الماوردی ، طبع قاھرہ ١٩٧٣ء الطبعہ الثالثہ ص ٢٣٠
الاحکام السلطانیہ لابی یعلی الفراء ، ص ٢٨٣ ، الطبعة الثالثہ ،١٩٧٣ء بیروت ۔ ابن بسام ۔
نہایة الرتبہ فی طلب الحسبة ص ١٠ ۔ بغداد ، ١٩٦٨ء ۔

٣ ۔ احیاء علوم الدین ، ج دوم ص ٣١٢ طبع بیروت ۔

۴ ۔ مقدمہ ابن خلدون ١/ ١٨٨ ۔ بیروت ١٩٧١ء .

۵ ۔ کشاف اصطلاحات الفنون ۔ ۱/۷۷۰، ۷۷۸ ، طبع کلکتہ ، ۱۸۹۲ء ۔

۶ ۔ محمد فاروق النبہان ، نظام الحکم فی الاسلام ، ۱۳۷، جامعۃ الکویت ۔ ۱۹۷۴ء

پروفیسر محمود غازی ۔ ادب القاضی ص ۵۹۷ ۔ ۶۰۷ مطبوعہ ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد

۷ ۔ صحیح مسلم ، بشرح النووی ، الایمان ، باب وجوب الامر بالمعروف ، ۲/۲۲ ۔ طبع بیروت ۔

سنن النسائی ، بشرح السیوطی ، الایمان ، تفاضل اهل الایمان ۸/۱۱۱ ۔ طبع بیروت ۔ مسند

احمد بن حنبل ۳/۵۰ ۔

۸ ۔ مسند احمد بن حنبل ۲/۵۰ ۔

۹ ۔ سنن النسائی ، بشرح السیوطی ۔ البیوع ، الرجحان فی الوزن، ۷/۲۸۳ ، طبع بیروت ۔

بذل المجہود فی حل ابی داؤد ، ۱۵/۱۸۱ ، بیروت ۔

۱۰ ۔ الصحیح للبخاری، بحاشیة السندی ، ۲/۱۶ ۔ سنن النسائی، البیوع ، الرجحان فی الوزن ، ۷/ ۲۸۳ ۔

۱۱ ۔ سنن النسائی ، ۷/۲۸۳ ۔ بذل المجہود ۱۵/۱۸۷

۱۲ ۔ النووی ۔ شرح صحیح مسلم ۔ ۱۰/۱۸۱ ۔ طبع بیروت ۔ الطبعہ الاولی ، ۱۹۲۹ء ۔

۱۳ ۔ ادب القاضی ۔ ص ۶۱۷ ۔ بحوالہ التراتیب الاداریہ ج ۱ ۔ ۱۹۲۹ء ۔

۱۴ ۔ الاستیعاب ۸/ ۲۵۵

۱۵ ۔ محمود احمد غازی ۔ ادب القاضی ، ص ۶۱۷ ۔

۱۶ ۔ ابن عبدالبر ، الاستیعاب ، ۱۳/۵۷ ، ۵۸ ۔

۱۷ ۔ الاستیعاب ۱۳/۳۵ ۔

۱۸ ۔ مولانا تقی امینی ۔ حالات و زمانہ کی رعایت ۔ ۲۸۳ ۔ طبع لاہور ۔

۱۹ ۔ ابن تیمیہ الطرق الحکمیہ ۱۲ ۔ القاہرۃ ، ۱۹۵۳ء ۔

۲۰ ۔ مصنف عبدالرزاق ۔ ۲/۷۷ حالات و زمانہ کی رعایت ۔ ۳۳۳ ۔

۲۱ ۔ محمد رواس قلعجی ، موسوعة فقہ عمر، ص ۸۶ ، الطبعة الاولی ، ۱۹۸۱ء الکویت ۔

۲۲ ۔ السنن الکبری ۔ ۴/۱۵۷ ۔

۲۳ ۔ سنن الدارمی ، ۱/۵۱ ، بتحقیق عبداللہ ہاشم یمانی ، نشر السنة ، ملتان ۔

۲۴ ۔ محمد رواس قلعجی ، موسوعہ فقہ عمر ، ص ۱۵۷ ۔ ۱۹۸۱ء ، الکویت ۔

۲۵ ۔ ایضاً ۱۸۱ ۔

۲۶ ۔ موسوعہ فقہ عمر ۔ ۱۱۱ ۔

۲۷ ۔ ایضاً ۱۱۲ ۔

۲۸ ۔ ایضاً ۱۱۲ ۔

۲۹ ۔ ابو یوسف الخراج ۔ ص ۱۲۶ ۔

۳۰ ۔ ابو یوسف کتاب الخراج ، ۱۲۵ ، ۱۲۶ (فی تقبیل السواد)

۳۱ ۔ کتاب الخراج ، ص ۱۲۵ ۔

۳۲ ۔ ابن تیمیہ الفتاوی ۲۸/ ۶۰ بعد ۔

۳۳ ۔ اردو ترجمہ مقدمہ ابن خلدون ، ترجمہ مولانا راغب رحمانی ص ۳۰ ، نفیس اکیڈمی ، کراچی ۔

۳۴ ۔ الماوردی ، الاحکام السلطانیہ ۔ (الباب العشرون)، ۲۳۰ ۔ ۲۵۹، مصر، مصطفی البابی ،

الطبعہ الثالثہ، ۱۹۷۳ء ۔

ابویعلی ـ الاحکام السلطانیه ، ۲۸۳ ـ ۳۰۸، الطبعة الثالثه ، ۱۹۷۳ء ـ

محمد فاروق النبهان ، نظام الحکم فی الاسلام ، ۶۷۸ ـ ۶۷۷، جامعه الکویت ، ۱۹۷۳ء ـ

۳۵ ـ الغزالی ، احیاء علوم الدین ، ۳۰۶/۲۰ ، طبع بیروت ـ

۳۶ ـ ایضـاً ص ۳۱۲ ـ

۳۷ ـ احیاء علوم الدین ، ۳۱۲ ۔

۳۸ ـ احیاء علوم الدین ، ۳۳۳/۲ ، ۳۳۳ ـ

۳۹ ـ الطبری ، تاریخ الام والملوک ـ ۲۶۲/۹ ـ بیروت ـ

۴۰ ـ تاریخ الاسلام ، ۲۷/۳ ،

۴۱ ـ آدم متز الحضارة الاسلامیة ، ج ۲ /۲۸۰ ـ بیروت ـ

۴۲ ـ تاریخ الاسلام ۳۶۰/۱ ـ 1974,

ANWAR G CHEJNE : MUSLIM SPAIN P. 143 MINNESOTA ,1974.

۴۳ ـ أیضاً ۳۷/۲ـ

P.K. HITTI: HISTORY OF THE ARABAS P.527 10th EDITION

۴۳ ـ ایضاً ۱۳۳ ـ

۴۵ ـ جرجی زیدان ـ تاریخ التمدن الاسلامی ، ۲۳۲/۱ ـ بیروت MUSLIM SPAIN P. 143

۴۶ ـ اردو دائرہ معارف الاسلامیه ـ و انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ـ

۴۷ ـ اردو دائرہ معارف اسلامیه ـ

۴۸ ـ اردو دائرہ معارف اسلامیه ـ

۴۹ ـ ادب القاضی ص ۶۳۷ـ